تک پہنچتی ہے۔اس کا ذہن ایک سادہ تختی کی مانند ہوتا ہے۔اساتذہ کے پاس دس پندرہ سال کا موقع ہوتا ہے کہ وہ جو چاہیں اس تختی پر لکھ ڈالیں۔ وہ چاہیں تو اس شخص کو ایک بہترین انسان بنا سکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو معاشرے کو ایک دیانت دار، محنتی، بااخلاق اور باکردار شخص دے سکتے ہیں۔ تاہم ان کے لیے یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ وہ اس خالی ذہن پر بدکرداری کی سیاہی مل دیں۔کوئی بھی استاد ایسا جان بوجھ کرنہیں کرتا۔ایک استاد کسی طالب علم کو صرف اس وقت برا بناتا ہے جب وہ اس کے سامنے ایک برا کردار پیش کردے۔ جب طلبا کے سامنے ایک غیر ذمہ دار، مفاد پرست اور بے کردار شخص استاد کے روپ میں آتا ہے تو اسے بچوں کو بگاڑنے کے لیے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔اسے دیکھ کر اس کے طلبا خود بخود ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔

فرد کے ساتھ ساتھ قومی زندگی میں بھی اساتذہ کی غیر معمولی اہمیت ہوتی ہے۔آج کل قوموں کا عروج وزوال اس بات سے وابستہ ہے کہ وہ علم وہنر میں کتنا آگے ہیں۔ یہ اساتذہ کی محنت اور توجہ ہوتی ے جو کسی قوم میں اعلیٰ اذہان پیدا کرتی ہے۔ ہر بڑا سائنس دان، عالم، قائد اور عبقری (Genius) کبھی نہ کبھی ایک طالب علم رہا ہوتا ہے جہاں اس کا استاد وہ بنیاد رکھ دیتا ہے جس کی بنا پر ملک وقوم کو ایک مفید اور کارآمد شخص میسر آجاتا ہے۔

استاد بننا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ایک استاد اگر اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا اور دوسرے پیشوں کی طرح اسے صرف ایک پیشہ سمجھتا ہے تو گویا وہ سوسائٹی کی بنیادیں کھوکھلی کرتا ہے۔ایسا کرنے والے لوگ ایک روز خود بھی شدید نقصان اٹھاتے ہیں، کیونکہ انھیں رہنا اسی معاشرے میں ہے۔معاشرے کا نقصان آخر کار ان کا بھی نقصان ثابت ہوتا ہے۔

مختصر یہ اچھے اساتذہ حقیقی معنوں میں ملک وقوم اور مستقبل کے معمار ہوتے ہیں۔ یہ وہ خاموش مجاہد ہیں جن کی خدمات کا بدلہ اس دنیا میں دیا جانا ممکن نہیں۔قیامت کے دن جب سب کچھ جاننے والا علیم وخبیر انصاف کے تخت پر بیٹھے گا تو جن لوگوں کو اس کی بارگاہ سے سب سے زیادہ رحمتیں اور درجات نصیب ہوں گے، ان میں سے ایک گروہ اساتذہ کا بھی ہوگا۔اس لیے کہ ہر کسی کا عمل اس کی ذات کے ساتھ ختم ہو گیا تھا، مگر استاد کا عمل نسل در نسل اور انسان در انسان بڑھتا چلا گیا۔

استاد بننا پیشہ نہیں ہے۔استاد بننا بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔استاد بننا ایک بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

_____ ریحان احمد یوسفی

فہم انسانی کی فضیلت

جانوروں کا جہاں سے دل چاہتا ہے، کھا پی لیتے ہیں۔کھیت کسی کا ہو، چر لیتے ہیں۔ پیشاب، پاخانہ کرنے میں انھیں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

موقع و محل کا لحاظ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی دوسری ضرورتیں بھی ایسے ہی پوری کر لیتے ہیں۔

دوسری طرف انسان ہر کام دیکھ بھال کر کرتا ہے۔ کھانے پینے، رفع حاجت اور زندگی کے دوسرے معمولات ایک قاعدے وضابطے کے مطابق انجام دیتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ اسے عقل اور سمجھ جیسی دولت عطا کی گئی ہے۔ پھر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ انسان اپنی خواہش پوری کرنے میں جائز و ناجائز کا فرق بھلا دیتا ہے۔ دوسروں کا مال ہتھیانے اور ان کی عزت پر حملہ کرنے میں اس کو شرم محسوس نہیں ہوتی۔ ماہرین حیاتیات کا کہنا ہے کہ جانوروں کی زندگی بھی ان خاص اصولوں اور رجحانات کے تابع ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں راسخ کر دیے ہیں۔ لیکن انسان کو یہ آزادی ملی ہوئی ہے کہ وہ اپنے مقام و مرتبے پر قائم رہے یا اس سے گر کر حیوانی سطح پر آ جائے۔ جب تک انسان ہوش و حواس میں ہوتا ہے، اسے خبر ہوتی ہے کہ وہ انسانی شرف کا پاس کر رہا ہے یا اپنے مقام سے گر چکا ہے۔ لہٰذا عقل اور سمجھ ہی ایسی چیز ہے جو انسانوں اور جانوروں میں تفریق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> ''ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہتوں کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ یہ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم راہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔'' (الاعراف ۷: ۱۷۹)

ہم پر لازم ہے کہ قدرت کے اس قیمتی عطیے ''سوجھ بوجھ'' کو کام میں لائیں۔ اگر کوئی بات خود سمجھ میں نہیں آتی تو ان لوگوں سے پوچھ لیں جو ہمیں زیادہ سمجھ دار اور عقل مند دکھائی دیتے ہیں۔

——— محمد وسیم اختر مفتی

انوکھی طرز کے انسان

ہم سب دنیا میں اچھی زندگی گزارنے کے لیے بہترین اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں، عمدہ نوکری اور اچھا بزنس تلاش کرتے ہیں۔ دنیوی آسایشیں پانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور ہر وہ کام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں جس میں ذرا فائدہ نظر آتا ہو۔ ہر اس کام سے دور بھی رہتے ہیں جس میں فائدہ نہ ہوتا ہو۔ اس کے برعکس ہمارے ہی اندر دوسری طرح کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ایسے کام کر گزرتے ہیں جن میں انھیں کوئی فوری نفع نہیں ملتا۔ یہ کام وہ کوئی خاص مقصد (Goal) پیش نظر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org